شاہنامہ اسلام کا اجمالی جائزہ

محمد ثقلین

Muhammad Saqlain

M.Phil Scholar, Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

Hafeez Jalandhary is one of the renowned poets of 20th century.He wrote in the geners of poems, ballad and songs got famous. Shahnama-e-Islam is his one such creation writing as will be kept in mind in the centuries to come. He wrote main events of the history of Islam in Shahnama-e-Islam. His long poem make up in Urdu. His long poem is invaluable/matchless with reference to thought and technique.

قومی ترانے کے خالق حفیظ جالندھری بچپن ہی سے شعر وشاعری کا فطری ذوق رکھتے ۔ پاکستان بننے کے بعد ۱۹۴۷ء میں لاہور تشریف لے آئے۔ حفیظ جالندھری قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ نے مختلف اصناف سخن مثنوی، گیت، غزل اور نظم میں طبع آزمائی کی۔

شاہنامہ اسلام آپ کی ایک قابل قدر تخلیق ہے۔ یہ اردو کی قومی، ملی اور رزمیہ شاعری میں عمدہ اضافہ ہے۔ حفیظ کی چند تصانیف یہ ہیں: تلخابہ شیریں، سوز وساز، حفیظ کے گیت، حفیظ کی نظمیں اور چیونٹی نامہ۔ ان کا مزار اقبال پارک میں مینار پاکستان کے قریب واقع ہے۔ بیسویں صدی کی اردو شاعری کا تذکرہ حفیظ کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ وہ رومانی شعرا میں اہم ترین مقام کے حامل سمجھے جاتے ہیں ۔ گیت نگاری، غزل اور سب سے بڑھ کر ''شاہنامہ اسلام'' ان کے وہ کارنامے ہیں جو تادیر زندہ رہیں گے۔

شاہنامہ اسلام مثنوی کی ہیئت میں لکھی گئی طویل نظم ہے۔ اس نظم میں حفیظ جالندھری نے تاریخ اسلام کے منتخب واقعات کو خوبصورت اسلوب اور رنگ وآہنگ میں پیش کیا۔ ''شاہنامہ اسلام'' نہ صرف موضوعاتی حوالے سے اپنی مثال آپ ہے بلکہ فنی حوالے سے بھی مضبوط بنیادوں پر استوار ہے۔

شاہنامہ اسلام کا فنی جائزہ اس بات کو ہمارے سامنے لاتا ہے کہ حفیظ کو فن شعر پر کامل مکمل گرفت تھی۔ ان کے ہاں صنائع بدائع کا استعمال فنکارانہ انداز میں ہوا ہے۔ ان کے ہاں تلمیحات کا ایک ایسا بیش بہا خزانہ موجود ہے جس کی مثال دیگر شعرا کی ہاں خال خال ہی نظر آتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے ہاں خوبصورت ومنفرد تشبیہات واستعارات بھی ہیں، تراکیب سازی کا صحت مند رجحان بھی ان کے ہاں دکھائی دیتا ہے۔ ان کے ہاں محاورات کا برمحل استعمال بھی موجود ہے ان کے ہاں مختلف صنعتوں کا استعمال بھی اپنی بہار دکھاتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

شاہنامہ اسلام اردو میں رزمیہ کی کمی کو پورا کرتا ہے۔ بعض لوگوں نے اسے بیانیہ نظم قرار دیا مگر ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا کا کہنا ہے کہ رزمیہ اور بیانیہ میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''حفیظ کا ''شاہنامہ اسلام'' بھی ایک غیر معمولی کاوش ہے۔ چاروں جلدوں میں رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے دوران تاریخ اسلامی کے واقعات بڑی شرح وبسط سے بیان ہوئے ہیں۔ جن کے لیے قرآن پاک، احادیث اور مستند تاریخی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ ''شاہنامہ اسلام'' کو بعض لوگوں نے طنز وتعریض کا ہدف بنایا ہے اور بعض لوگوں نے اس کی شعری حیثیت پر اعتراضات کیے ہیں، تعریض کرنے والوں نے اپنے رشک وحسد کی آمیزش سے خیالی عمارتیں تیار کی ہیں اس لیے قابل اعتنا نہیں، البتہ شاہنامے کی شعری اہمیت پر اعتراض کرنے والے غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں۔ کسی نے کہا کہ شاہنامہ رزمیہ نہیں، بیانیہ نظم ہے حالانکہ رزمیہ اور بیانیہ میں کوئی تضاد نہیں۔''(۱)

یہ طویل نظم بحر ہزج مثمن سالم میں لکھی گئی ہے جو ایک رواں دواں اور مترنم بحر ہے۔ اس بحر میں اقبال نے بھی منظومات لکھیں اور حالی نے مسدس بھی۔ حفیظ نے اس بحر کا انتخاب کیا اور اس کو خوب نبھایا۔ طویل نظموں میں عموماً واقعات کا بیان شاعری پر غالب آجاتا ہے اور شاعری سپاٹ ہو جاتی ہے مگر حفیظ کا شاہنامہ اس خامی سے پاک ہے، کیونکہ یہ بیانیہ یا رزمیہ ہوتے ہوئے بھی رواں دواں اسلوب کا حامل ہے اور اس میں شعری تاثر بھرپور انداز میں موجود ہے۔ حفیظ کے ہاں وہ سب کچھ موجود ہے جو کسی شاعری کو اعلیٰ شاعری بناتا ہے اور اس کو قوت ابلاغ عطا کرتا ہے۔ ان کے ہاں وہ حسن اظہار موجود ہے جو شاعری کی جان ہے، جو سیدھے سادے لفظوں کو ابلاغ سے بھرپور مصرعوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ان کے بات دل سے نکلتی ہے اور دل میں سما جاتی ہے۔ ایسا صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ شاعر کے پاس حسن اظہار کا سلیقہ موجود ہو۔ اس حوالے سے رشید احمد صدیقی رقم طراز ہیں:

''ہیئت موضوع، مواد سب محتاج ہیں ابلاغ کے اور ابلاغ محتاج
ہے حسن اظہار کا، جو منحصر ہے خلوص اور سلیقہ پر۔ کسی بات کا دل
میں پیدا ہونا اتنا اہم نہیں جتنا اس کا دوسرے کے دل میں اتارنا اور
دل میں بات اتاری جاتی ہے حسن اظہار سے۔''(۲)

شاعر حسن اظہار کے لیے جہاں خوبصورت خیال کو اپنی شاعری کی بنیاد بناتا ہے وہاں وہ فن کی طرف بھی بطور خاص متوجہ ہوتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خیال کتنا ہی اچھا، خوبصورت اور بلند کیوں نہ جب تک اسے مناسب اور خوبصورت الفاظ میں خاص طریقے سلیقے اور قرینے سے پیش نہیں کیا جائے گا، کلام حسین اور دلکش نہیں ہوگا۔ خیال کی پیشکش میں الفاظ کیا کردار ادا کرتے ہیں اس حوالے سے لانجا ئنس کا کہنا ہے:

''حسین الفاظ خیال کے لیے روشنی کا کام دیتے ہیں۔''(۳)

بہت سے شعرا صنعت تلمیح کا سہارا لے کر اپنی شاعری کو شاندار اور جاندار بناتے ہیں۔ حفیظ جالندھری نے شاہنامہ اسلام میں صنعت تلمیح کا بڑا ابھرپور اور فنکارانہ استعمال کیا ہے۔ انھوں نے تاریخی شخصیات کے حوالے بھی دیے ہیں اور تاریخی واقعات کے بھی۔ آیات قرآنی اور احادیث رسول ﷺ کے حوالوں سے بھی شاہنامہ کو مزین کیا ہے ان کے ہاں اس صنعت کی فراوانی دکھائی دیتی ہے۔ صنعت تلمیح کے حوالے سے عابد علی عابد لکھتے ہیں:

''اس کی صورت یہ ہے کہ شاعر اپنے کلام میں کسی مشہور مسئلے یا قصے
یا اصطلاح وغیرہ کی طرف اشارہ کرے اور جب تک یہ اشارہ توضیح
کا رنگ اختیار نہ کرے، شعر کا صحیح مفہوم متعین نہ ہو۔''(۴)

شاہنامہ اسلام میں جابجا بہت سے ایسے بند یا اشعار موجود ہیں جہاں صنعت تلمیح کا استعمال بڑے فنکارانہ انداز میں کیا گیا ہے۔ اس صنعت کا استعمال جس فراوانی سے شاہنامہ اسلام میں ہوا ہے اردو شاعری میں اس کی مثال کسی اور شعری تخلیق میں دکھائی نہیں دیتی۔ چند شعری مثالیں ملاحظہ ہوں:

اندھیری رات کیا ہے نور کا مستور ہو جانا — نگاہوں سے زیادہ قلب کا بے نور ہو جانا
جہاں سے کاروبار عدل کا مفقود ہو جانا — شعار ظلم کا اس کی جگہ موجود ہو جانا
ہے تاریکی ہی منبع ہر بلا ہر ایک آفت کا — ابلتا ہے اسی کے پیٹ سے دریا کثافت کا
یہ وہ دریا ہے جس میں ظلم کے طوفان اٹھتے ہیں — اسی کی گود سے شداد اور ہامان اٹھتے ہیں (۵)

☆☆☆

ادائے فرض کر کے باپ، بیٹے سے ہوا رخصت — بجا لانا تھی ملک شام میں تبلیغ کی خدمت

مگر فرزند سے ہر سال آ کر مل بھی جاتے تھے ادائے حج کی خاطر اس طرف ہر سال آتے تھے
ذبیح اللہ ہوئے مرسل عرب کے رہنے والوں ہوئے مامور اہل شام پر اسحق پیغمبر پر
خدا کے فضل سے ہستی ہوئی دلشاد دونوں کی بڑھی ہر دو ممالک میں بہت اولاد دونوں کی (۶)

تلمیحات کے ساتھ ساتھ شاہنامہ اسلام میں تشبیہات کا بھی بڑا خوبصورت اور برمحل استعمال نظر آتا ہے۔ حفیظ کی تشبیہات شاہنامہ اسلام کے موضوع سے پوری طرح مطابقت رکھتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ موضوع کے تقدس کو بھی برقرار رکھتی ہیں:

قطاریں پیدلوں کی بن گئیں لوہے کی دایوریں نظر آنے لگی ہر سمت ڈھالیں اور تلواریں
گھٹائیں ابر ظلمت ہار کے میدان پر چھائیں زبانیں اژدہوں کی بیرکیں بن بن کے لہرائیں
سروں پر خود، چہروں پر جھلم اور گرز شانوں پر بشر گھوڑوں پہ تھے یا دیو بیٹھے تھے چٹانوں پر
برستی تھی عجب بد منظری سی بد قماشوں پر کمانیں دوش پر تھی جس طرح کرگس ہوں لاشوں پر
یہ ساری فوج آہن موج یہ فولاد کا طوفاں خدا کے بالمقابل لے کے آیا تھا جسے شیطاں (۷)

''شبلی نعمانی کے خیال میں بعض تشبہیات اور استعارات ایسی ہوتی ہیں کی جس سے اصل مضمون کی شدت میں اضافہ ہوتا ہے۔'' (۸)

سید عابد علی عابد کے بقول:

''تشبیہہ کا فنکارانہ استعمال کوئی آسان کام نہیں بلکہ یہ بڑا نازک مقام ہے اور پل صراط کی دھار کی طرح باریک۔'' (۹)

استعارات کا برمحل اور خوبصورت استعمال بھی شاعری کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ اس حوالے سے بھی شاہنامہ اسلام کا جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ حفیظ کے ہاں بڑے خوبصورت استعارات موجود ہیں۔ انھوں نے استعارات کا استعمال بھی بڑی مہارات سے کیا ہے۔ انھوں نے اپنے کلام میں استعارات کے نگینے اس انداز میں جڑے ہیں۔ اشعار ملاحظہ ہوں:

گھرے فولاد پوشوں قاتلوں جنگ آزماؤں میں مگر دو بجلیاں تھیں جو چمک اٹھیں گھٹاؤں میں
گرا اس طرح کندھے جوڑ کر شہباز کا جوڑا کہ اک دم میں صف زاغ وزغن کا سلسلہ توڑا
ہوا میں گونج اٹھیں رعد کی مانند تکبیریں گریں بوجہل پر دو تیز خون آشام شمشیریں
بچانے کے لیے خاطی کو دوڑے خانداں والے زمین بدر پر دو چاند تھے اس وقت دو ہالے (۱۰)

حفیظ جالندھری نے شاہنامہ اسلام میں جابجا مختلف علامتوں کا استعمال بھی کیا ہے۔ علامات کا استعمال شاعری کو قابل فہم بنانے اور اس کے ابلاغ میں معاونت کرتا ہے۔ ان کے ہاں بہت سی علامات موجود ہیں۔ اشعار ملاحظہ ہوں:

جلا ڈالا کہیں تابش نے ان کالی بلاؤں کو کہیں کلے پکڑ کر چیر ڈالا اژدھاؤں کو
بہت پر ہول تھا یہ آخری منبع فسادوں کا کہ جگمگھٹ تھا طلسماتی سواروں کا پیادوں کا
جہاں بادل سحر پر جال پھیلانے کو آئے تھے جہاں عفریت سورج کے نگل جانے کو آئے تھے
نظر آئیں وہاں اب خون میں لتھڑی ہوئی لاشیں چھری سے کاٹ دی ہوں جس طرح تربوز کی قاشیں
ہوا ظلمت کا بیڑا غرق بحر نا مرادی میں لہو کی ندیاں سی بہہ گئیں مشرق کی وادی میں (۱۱)

شاہنامہ اسلام میں تراکیب سازی کا بھی بڑا صحت مند رجحان نظر آتا ہے۔ انھوں نے بہت سی قدیم تراکیب کو استعمال کیا اور ان کو نئے مفاہیم و معانی عطا کیے۔ انھوں نے بہت سی نئی تراکیب تخلیق بھی کیں۔ وہ موقع محل کے مطابق نئی، نادر اور انوکھی تراکیب تراشنے کی صلاحیت کا بڑا بھرپور استعمال کیا۔ ان کی تراکیب ان کے کلام کی روانی میں رکاوٹ نہیں بنتیں اور نہ ہی کلام کے ترنم کو متاثر کرتی ہیں۔ شاہنامہ اسلام کی یہ خوبی ہے کہ اس نے اردو ادب کو نئی نئی تراکیب سے آشنا کیا اور یوں اردو ادب کے دامن کو وسیع کیا۔ حفیظ کے ہاں آنے والی چند تراکیب ملاحظہ ہوں:

مسلح پہلوانوں کی تھیں لو ہالاٹ دیواریں جو اس کے آگے پیچھے چل رہے تھے لے کے تلواریں
جمی تھی اس کے فتنے پر نگاہیں سرفروشوں کی مگر حائل تھی اس رستے میں صف فولاد پوشوں کی (۱۲)

شاہنامہ اسلام کو فنی و فکری دونوں حوالوں سے ایک الگ شناخت اور انفرادیت بخشتا ہے۔ حفیظ کے اسلوب کی نغمگی اور ترنم مسلم ہے۔ تکرار لفظی، صنعت تضاد، نت نئی تراکیب اور مصرعوں کی بنت کے حوالے سے شاہنامہ اسلام میں فنی پختگی کا احساس ہوتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد زکریا، خواجہ، ڈاکٹر، چند اہم جدید شاعر، لاہور: سنگت پبلشرز، ۲۰۰۳ء، ص:۵
۲۔ رشید احمد صدیقی، جدید غزل، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۹ئ ص: ۲۴
۳۔ سجاد باقر رضوی، مغرب کے تنقیدی اصول، لاہور: اظہار سنز، ۱۹۷۱ئ ص: ۱۲۲
۴۔ عابد، عابد علی، سید، البدیع، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۵ئ ص: ۲۷۸
۵۔ حفیظ جالندھری، ابو الاثر، شاہنامہ اسلام، جلد دوم، لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، ۱۹۹۶ئ ص: ۲۳۴

۶۔ ایضاً ص:۶۵
۷۔ حفیظ جالندھری، ابوالاثر، شاہنامہ اسلام، لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، ۱۹۹۶ئ ص:۹۰۔۸۹
۸۔ شبلی نعمانی، علامہ، شعرالعجم، جلد پنجم، لاہور: تاج بک ڈپو، س ن، ص:۲۲۱
۹۔ عابد، عابد علی، سید، البیان، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ئ ص:۸۸
۱۰۔ حفیظ جالندھری، ابوالاثر، شاہنامہ اسلام، جلد دوم، لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، ۱۹۹۶ئ ص:۸۹
۱۱۔ حفیظ جالندھری، ابو الاثر، شاہنامہ اسلام، جلد دوم، لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، ۱۹۹۶ئ، ص:۶۳۔۶۲
۱۲۔ حفیظ جالندھری، ابوالاثر، شاہنامہ اسلام، جلد دوم، لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، ۱۹۹۶ئ ص:۱۰۲

☆......☆......☆